Fikr-o-Nasar (Islamabad) 23:3 (1986)

فکرونظر، جلد ۲۳، شمارہ ۳(۱۹۸٦ء)، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد پاکستان .

صدر اِسلام میں شرطہ (پولیس) اہمیت و فرائض

ساجدالرحمن صدیقی کاندھلوی

,, شُرطَہ ،، کا لفظ ,, شَرط ،، سے بنا ہے۔ اس کی جمع ,,شُرُوط،، اور ,,شَرائِط،، ہے ۔ اسی سے شُرطہ (پولیس) بنا ہے جس کی جمع ,,شُرَط،، اور یا نسبتی کے ساتھ ,,شُرَطِی،، ہے۔

اولاً شُرطہ مجاھدین کی اس جماعت کو کہا گیا جو جنگ میں ہراول دستہ کی طرح آگے بڑھتا اور اپنے اوپر یہ شرط عائد کر لیتا کہ مر جائیں گے مگر پیچھے نہیں ھٹیں گے اور اس طرح وہ جنگ میں جان کی بازی لگا دیتے تھے ۔ (۱)۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں . . .

,,اَلشُّرطَۃُ نُخبَۃُ الجیش التی تشھد الوقعۃَ اولاً ، سُمُّوا بذالک لانھم یشرطون أنفسھم للمھلکۃ ،، (۲)

(لشکر کے وہ منتخب سپاھی جو میدان جنگ میں آگے آگے ھوں اور اپنے اوپر مرنے مارنے کی شرط عائد کر لیں ۔)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ . . .

,,قال الازھری شُرطَۃُ کُلِّ شیـئٍ خِیَارہ ، و منہ الشُرطَۃُ لأنھم نخبۃ الجند وقیل ھم اول طائفۃٍ تتقدم الجیش وتَشھَدُ الوقعۃَ ،، (۳)

(ازھری کہتے ہیں کہ شرطہ کے معنی منتخب شئے کے ہیں اسی لئے لشکر کے منتخب دستہ کو شرطہ کہا جاتا ہے اور یہ بھی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ لشکر میں جو دستہ آگے بڑھے اور جان کی بازی لگا دے وہ شرطہ کہلاتا ہے۔)

اس مفہوم کی وضاحت حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو کہ فتح قسطنطنیہ کے بارے میں ہے کہ مسلمان رومیوں سے مقابلہ کے وقت اپنے اوپر یہ شرط لگائیں گے کہ وہ صرف فتح یاب ھی ھو کر لوٹیں گے۔ جب یہ جماعت مقابلہ کرے گی تو لڑتے لڑتے رات آ جائے گی دونوں فریق برابر رھیں گے، اور کوئی بھی غالب نہ آسکے گا اور اپنے اوپر شرط لگانے والوں کی یہ جماعت فنا ھو جائے گی۔ (وَتَفْنِي الشُّرطَةُ) (٣)

لین نے اس لفظ کی عمدہ وضاحت کی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

'شَرطة' A thing which one has made a condition, you say, خذ شرطتک Take thou that which thou hast made a condition. Also, and 'شرطة' which is the pl. of the former. The chocie men of the army: and such as compose the first portion of the army that is present in the war of fight, and prepare for death; (the braves of an army;) they are the Sultan's choice men of the army; and the term 'شرطة' is applied in a trade. to a party making it a condition to die, and not return, unless victorious: or this appellation, and 'شُرَطة', which is a rare form, are applied to a body of soldiers; and the pl. is ' شرط ' and the pl. applied to the aids ' أعوان ' (here app. meaning guards) of the Sultan: ' شرطة also is applied to a well-known body of the aids ' أعوان ' (here meaning a armed attendants, officers, or soldiers,) of the prefects (of the police); pl. ' شرطة ', are so called because they assumed to themselves signs or marks, whereby they might be known to the enemies: ' صاحب الشرطة ', signifies The governor, or prefect (of the police, or) of a town, or city, or district, or province; to whom formerly pertained both religious and civil affairs; (5)

دور رسالت اور دور خلافت راشدہ میں پولیس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اور میثاق مدینہ کے وجود میں آ جانے کے بعد ذات والاصفات ھی تمام اختیارات کا مرکز اور منبع تھی ۔ آپ اس نوزائیدہ ریاست کے سربراہ بھی تھے ۔ اور پوری دنیا کو فتح کرنیوالی انقلابی فوج کے سپہ سالار بھی ۔ آپ ایک نو بہ نو تشکیل پانے والے معاشرے کے مصلح قائد اور راھنما بھی تھے اور افراد معاشرہ کے معلم اخلاق اور مربی بھی ۔ آپ منصف بھی تھے اور قاضی بھی ۔

آپ نے وہ فرائض بھی انجام دیئے اور صحابہ کرام سے ان کی تکمیل کرائی ، جن کے بارے میں ھم کہہ سکتے ھیں کہ یہ وہ فرائض ھیں جو بعد کے ادوار میں پولیس کے پاس رہے ۔ اگرچہ دور نبوت میں ان فرائض کی ادائیگی کو کوئی متعین نام نہیں دیا گیا اور نہ آپ کی نیابت میں اس کام کو انجام دینے والی کوئی مخصوص جماعت مقرر کی گئی ۔

آپ نے حیات طیبہ میں کئی مرتبہ بازار کا گشت کیا اور فروخت کی جانے والی اشیاء کی جانچ پڑتال کی کہ وہ دھوکہ اور فریب دھی کے ساتھ تو فروخت نہیں کی جا رھی ھیں ۔

اس نوعیت کی ایک حدیث بھی یہاں نقل کی جاتی ہے . . .

„عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّبِرَجُلٍ يَبِيعُ طعاماً فسئالہ کیف یبیع فأخبرہ ، فأوحی الیہ ، ادخل یدک فیہ ، فأَدَخَلَ یدہ فیہا ، فاذا ھو مبلول ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیس منا من غش . ” (٦)

(حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا ، آپ نے اس سے بھاؤ دریافت کیا اس نے بتایا ، آپ کو وحی آئی کہ ہاتھ اندر ڈال کر دیکھیں ۔ آپ نے ہاتھ اندر ڈالا تو وہ اندر سے گیلا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے ۔)

مجرموں کی گرفتاری

دور رسالت میں جب کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو صحابہ کرام اسے پکڑ کر حضوؐر کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے ۔ چنانچہ ایسی متعدد احادیث ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں کہ فلاں شخص نے ایسا کیا اور اسے پکڑ کر آپ کے پاس لایا گیا ۔ ایک موقع پر آپ نے خود یہ الفاظ فرمائے کہ ,,فخذوا علی یدیہ،، (اس کے ہاتھ پکڑ لو) ۔

,,عن انس بن مالک ان رجلا من الیہود قتل جاریۃ من الانصار علی حلی لہا ثم ألقاھا فی قلیب و رضَخَ رأسہا بالحجارۃ فأُخِذَ فَأُتِیَ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأمَرَبِہ ان یُرجَمَ حتی یموتَ فَرُجِمَ حتی مات ،، (۲)

(حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کے زیور چھیننے کیلئے اسے قتل کر دیا اور پتھر سے اس کا سر کچل کر کنوئیں میں ڈالدیا ۔ اسے پکڑا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ موت تک اسے سنگسار کیا جائے ۔ چنانچہ اسے پتھر مارے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا ۔)

,,عن ابی شریح الخزاعی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من أُصیب بدم أو خَبل ، والخبل الجرح ، فھو بالخیار بین

احدی ثلاث اما ان يَقتَصّ او يأخذ العَقل او يعفو ، فان أراد رابعة فخذوا علی يديه فان فعل شياً من ذالک ثم عدا بعد فله النار خالدا فيها مخلدا ۔ (٨)

(ابو شریح الخزاعی سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا کوئی شخص مارا گیا ہو یا زخمی ہوا ہو ، اسے تین میں سے ایک بات کا اختیار ہے ، . . . کہ قصاص لے لے . . یا دیت لے لے اور یا معاف کر دے ۔ اگر اس نے کسی چوتھی بات کا ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ پکڑ لو ۔ اور اگر اس نے ان میں سے کوئی بات کر لی اور پھر زیادتی کی تو وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا ۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جرائم کے الزام میں لوگوں کو محبوس بھی رکھا ۔

حبس کی سزا

آپ نے قرض کی عدم ادائیگی اور اس میں ٹال مٹول پر حبس کا حکم فرمایا اور بعض جرائم پر خود ہی حبس کی سزا دی ۔ البتہ ثبوت جرم سے پہلے محض الزام پر سزا اور مار پیٹ کی اجازت نہیں دی گئی ۔ اس سلسلے میں درج ذیل احادیث زیادہ اہمیت کی حامل ہیں . . .

١ ۔ ,,عن عمرو بن الشريد عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لَيّ الواجدِ يحل عرضه و عقوبته قال ابن المبارک يحل عرضه يغلظ عليهم و عقوبته يحبس له،، (٩)

(حضرت عمرو بن شرید از والد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا قرض ادا نہ کرنا عزت ریزی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے ۔ ابن

المبارک نے فرمایا کہ اس حدیث میں عزت ریزی سے مراد یہ ہے کہ اسے برا بھلا کہا جائے اور سزا سے مراد سزائے حبس ہے۔

۲ ۔ ,,عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده ان النبى صلى الله عليه وسلم حبس رجلا فى تهمة،، (۱۰)

(بہز بن حکیم از والد خود از جد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت میں حبس میں رکھا ۔)

۳ ۔ ,,عن النعمان بن بشير رفع اليه نفر من الكلاعـيين ان حاكة سرقوا متاعا فحبسهم اياماً ثم خلى سبيلهم فأتوه فقـالوا خَلّيتَ سبيل هـؤلاء بلا امتحان ولا ضرب فقال النعمان ماشئتم ان شئتم اضـربهـم فان اَخـرَجَ الله متاعـكم فذاک والا أخـــذت مـن ظهوركم مثله قالوا هذا حكمک قال هذا حكم الله عزوجل ورسوله صلى الله عليه وسلم،، (۱۱)

(نعمان بن بشیر کے پاس بنو کلاع کے کچھ لوگ اپنا مقدمہ لیکر آئے کہ جلاھوں نے ان کا سامان چوری کر لیا ہے۔ آپ نے انھیں کچھ روز حبس میں رکھا اور پھر چھوڑ دیا ۔ یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے انھیں بغیر آزمائش اور مار پیٹ کے چھوڑ دیا ۔ اس پر نعمان نے کہا کہ اگر تم چاھو تو میں انھیں ضرب کی سزا دوں۔ پھر اگر اللہ نے تمھارا سامان تمھیں دلوا دیا تو درست ورنہ میں تمھاری پیٹھوں سے اس کا بدلہ لونگا ۔ انھوں نے کہا کہ یہ آپ کا فیصلہ ہے ؟ نعمان نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے ۔)

۴ ۔ ,,نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسیروں کو مسجد کے ستون سے باندھ دینے کا حکم فرماتے تھے اور قاضی شریح غریم

(نادھندہ مقروض) کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیتے تھے۔ (۱۲)

بازار میں خرید و فروخت کے معاملات میں قانون کی خلاف ورزی پر برسر موقعہ سزا دی جاتی تھی ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ . . .

۵ ۔ ,,لقد رأیت الناس فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم یبتاعون جزافاً یعنی الطعام یضربون ان یبیعوه فی مکانهم حتی یؤووه الی رحالهم ،، (۱۳)

(میں نے عہد نبوی میں دیکھا کہ لوگ غلہ اندازے سے خریدتے پھر اسے اگر اپنے ٹھکانے پر لے جانے سے قبل اسی جگہ فروخت کرتے تو انھیں مار لگائی جاتی ۔)

بعض اہم نکات

احادیث کی تلاش و جستجو کے دوران متعدد ایسی احادیث سامنے آئی ہیں جن سے پولیس کے فرائض و اثبات جرم اور اقبال جرم وغیرہ کے بارے میں بہت سے اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔ اسطرح کی تمام احادیث کا اس مقام پر ضبط تحریر میں لانا تو ممکن نہیں ہے ۔ البتہ ہم بطور مثال چند واقعات و احادیث ذکر کرتے ہیں اور بعض واقعات کی جانب اشارہ کرتے ہیں ۔

حضرت ماعز اور غامدیہ کے زنا کے اعتراف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایسے سوالات کئے جن سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ ان کا اعتراف جنون یا کسی نفسیاتی دباؤ کے تحت نہیں ہے بلکہ وہ فی الواقع اعتراف جرم کر کے سزا پانا چاہتے تھے ۔ (۱۴)

ایک لڑکا جو کسی کے یہاں ملازم تھا وہ اپنی مالکہ کے ساتھ ملوث ہوگیا ۔ اس کا باپ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس لے آیا ۔ آپ نے مقدمه کی تمام تفصیل سننے کے بعد حضرت اُنَیس کو حکم دیا که ملزمه سے پوچھ گچھ کریں اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دیں ۔ (۱۵)

قیس بن سعد بن عباده

حضرت قیس بن سعد بن عباده بن دلیم انصاری بہت جلیل القدر صحابی تھے ۔ عرب کے ذھین ترین اور سخی ترین آدمی تھے آپ بہت بہادر جری اور جنگی تدبیروں سے آشنا تھے (۱٦).

رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حضرت قیس بن سعد کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا که ,,وہ کسی کو محبوس کریں کسی کو ماریں اور کسی کو پکڑ لیں (۱۷) " چونکه وہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کی جانب سے ایسے فرائض انجام دیتے تھے جو صاحب الشرطه (پولیس) کے فرائض ھیں ۔ اسلئے حضرت انس بن مالک نے انھیں ,,صاحب الشرطة " سے تشبیه دی ۔ چنانچه روایت ہے که . . .

,,عن انس أن قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی صلی الله علیه وسلم بمنزلةِ صاحبِ الشُرطةِ منَ الأمیر " (۱۸)

صاحب الشرطة عهد نبوت کے عمال میں کوئی عامل نهیں هوتا تھا ۔ یه لفظ بنی امیه کے دور میں آیا ہے اور حضرت انس کا مقصود اپنے دور کے لوگوں کی تفهیم کیلئے ان کے عمل کو صاحب الشرطه سے تشبیه دینا ہے ۔ (۱۹)

حضرت قیس بن سعد کے بارے میں حضرت انس کی مذکورہ حدیث سے اس امر کی وضاحت ہو گئی ہے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حضرت قیس کو ان کاموں کیلئے مقرر کیا تھا اور وہ آپ کی نیابت میں مجرموں کو گرفتار کرنے انھیں سزا دینے اور ضرب لگانے کے فرائض انجام دیتے تھے ۔ اگرچه حیات طیبه میں حضرت قیس کو ان فرائض کی انجام دهی کیلئے کوئی متعین اصطلاح وضع نهیں کی

گئی تھی اور اس وقت ,,شرطہ،، یا ,,صاحب الشرطہ،، کے لفظ کا بھی اطلاق نہیں ہوا تھا ، بلکہ بقول حافظ ابن حجر یہ اصطلاح دور اموی میں متعارف ہوئی لیکن چونکہ حضرت قیس نے وہ فرائض انجام دیئے جو بعد میں صاحب الشرطہ کے فرائض قرار پائے - اس لئے حضرت انس نے انھیں ,,صاحب الشرطہ،، سے تشبیہ دی ، اور فرمایا کہ ان کا منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایسا تھا جیسا کہ کسی امیر کے یہاں صاحب الشرطہ کا ہوتا ہے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مجرموں کی گردن اڑانے کیلئے بھی بعض افراد مقرر کر دیئے گئے تھے - اور حضرت زبیر، حضرت علی ، مقداد بن الاسود ، محمد بن مسلمہ ، عاصم بن ثابت اور ضحاک بن سفیان کلابی اس خدمت کو انجام دیا کرتے تھے (۲۰)- صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ آپ کی حفاظت کیلئے آپ کے پاس تلوار لئے کھڑے رہے- (۲۱)-

عہد فاروقی

حضرت عمر فاروق تاریخ عالم کے انتہائی مدبر ، جز رس اور پیش بیں حکمران تھے - انھوں نے اسلامی حکومت کی جس طرح تأسیس کی تھی اس میں بڑی جامعیت اور ھمہ گیری پائی جاتی ہے- یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ریاست و حکومت کے ہر پہلو میں ایسے کارنامے انجام دیئے کہ تاریخ عالم میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی -

حضرت عمر پہلے خلیفہ ھیں جنھوں نے باقاعدہ فوج تیار کی ، ان کے ناموں اور انکی تنخواھوں کے اندراج کئے - نظام عدل کی تأسیس کی ، عدلیہ کو انتظامیہ سے جدا مستقل طور پر ترقی دی اور ,,احتساب،، اور ,,عسس،، کا وسیع نظام قائم کیا - اسی طرح حضرت عمر ھی پہلے خلیفہ ھیں جنکے عہد میں ,,الشرطہ،، پولیس وجود میں آئی - جس نے حضرت علیؓ کے دور خلافت میں زیادہ ترقی پائی -

چنانچہ عبداللہ بن مسعود جو حضرت عمرؓ کے مقررہ کردہ عامل تھے انھیں جب ایک جرم کی رپورٹ ملی تو انھوں نے فوراً الشرطہ کو مجرمین کو گرفتار کر کے لانے کیلئے روانہ کر دیا ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ۳۲ ھ میں ہوا ہے ۔ (۲۲)

"عن ابی وائل عن معیر السعدی قال خرجت اسقی فرسا لی فی السحر فمررت بمسجد بنی حنیفة وهم یقولون ان مسلیمة رسول الله فاتیت عبدالله بن مسعود فاخبرته فبعث الشرطة فجاؤا بهم فَاستَتَا بَهُم فَتَابُوا فَخَلّی سبیلَهم و ضربِ عنق عبدالله بن النواحة فقالوا اخذتَ قوماً فی أمر واحد فقتلتَ بعضهم وترکت بعضهم قال انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم و قدم علیه هذا و ابن اثال بن حجر فقال اتشهد ان . انی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالا تَشهد ان مسیلمة رسول الله فقال النبی آمنت بالله و رسله ولو کنت قاتلا وفداً لقلتکما قال فلذا قتلة " (۲۳)

(معیر السعدی سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ صبح سویرے اپنے گھوڑے کو پانی پلانے نکلا تو میرا گذر مسجد بنی حنیفہ سے ہوا ، وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ مسیلمہ خدا کا رسول ہے ۔ اس پر میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور انھیں بتلایا ۔ انھوں نے شرطہ بھیجا اور وہ انھیں گرفتار کر کے لے آئے حضرت عبداللہ نے ان سے توبہ کرائی انھوں نے توبہ کر لی ۔ تو انھوں نے ان کو چھوڑ دیا اور ان میں سے عبداللہ بن نواحہ کی گردن اڑا دی ۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے ایک ہی معاملہ میں کچھ لوگوں کو گرفتار کیا اور ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا اور کسی کو مار دیا ۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ یہ شخص اور ابن اثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے ۔ اور جب آپؐ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم گواهی دیتے هو کہ میں رسول خدا هوں تو ان دونوں نے کہا تھا کہ هم گواهی دیتے هیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا هوں اور اگر میں کسی وفد کو قتل کرنے والا هوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا ۔ اسی لئے میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

ابو شجرہ نامی ایک شخص جو مرتد هو گیا تھا ، حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے طلب حاجت کی ۔ حضرت عمرؓ نے اس کے سر پر کوڑے سے ضرب لگائی وہ بھاگ کر اپنی قوم میں واپس آیا اور کہا کہ میں عمر اور اس کی شرطہ سے بھاگ کر آیا هوں ۔ (۲۴)

علامہ شبلی نعمانی ,, الفاروق،، میں تحریر کرتے هیں . . .

,,پولیس کا صیغہ مستقل طور پر قائم هو گیا تھا ۔ اور اس وقت اس کا نام ,,احداث،، تھا ۔ چنانچہ افسران پولیس کو ,,صاحب الاحداث،، کہتے تھے ۔ بحرین پر حضرت عمرؓ نے قدامہ بن مظعون اور حضرت ابو هریرہؓ کو مقرر کیا تو قدامہ کو تحصیل مالگذاری کی خدمت دی اور حضرت ابو هریرہؓ کو تصریح کے ساتھ پولیس کے اختیارات دیئے ۔ (۲۵)

عہد فاروقی میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی هیں جن سے یہ ظاهر هوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ ان فرائض کو انجام دیتے رہے اور ان فرائض سے متعلق آپ نے وقتاً فوقتاً بڑی واضح هدایات جاری فرمائی هیں ۔ اور بعض مقامات پر ایسے اصول ملتے هیں جو آج کے پولیس نظام میں ترقی یافتہ اور جدید اصول سمجھے جاتے هیں ۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت عمرؓ نے یہ اصول بیان فرمایا کہ ,,قاتلوں کو

گرفتار کر لاؤ اور کوئی شخص انہیں پناہ نہ دے ,,مجرم کو پناہ دینا بذات خود ایک جرم ہے اور حضرت عمرؓ نے اسکی بڑے واضح الفاظ میں ممانعت فرمائی ۔ حضرت عمرؓ کے ھاتھ میں کوڑا رھتا اور اکثر اسے وہ بطور تنبیہ اٹھا لیا کرتے تھے ۔

ام ورقہؓ ایک بڑے رتبہ والی صحابیہ تھیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے ۔ ایک مرتبہ انہوں نے جہاد میں شرکت کر کے زخمیوں کی دیکھ بھال اور بیمار مجاھدوں کی تیمار داری کرنے کی درخواست کی اور تمنا ظاھر کی کہ شاید اس طرح مجھے درجہ شہادت نصیب ھو ۔ ان صحابیہ کے پاس ایک غلام تھا اور ایک باندی ، انھوں نے ان دونوں کو مُدَبّر بنا دیا تھا کہ دونوں ان کے مرنے کے بعد آزاد ھو جائیں گے ۔ ان دونوں سے صبر نہ ھو سکا اور ان کے مرنے کا انتظار نہ کر سکے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ کر مار دیا اور فرار ھو گئے ۔ حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان دونوں کو کوئی پناہ نہ دے اور جہاں ملیں گرفتار کر کے لائیں ۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے ۔ آپ نے انھیں قتل کروا کر پھانسی پر لٹکوا دیا ۔ پھانسی کی سزا بطور تعزیر دی کیونکہ انھوں نے اپنی محسنہ کو بے دردی اور بےرحمی سے قتل کیا تھا ۔

ھم یہ روایت یہاں نقل کرتے ھیں . . .

,,عن ام ورقة بنت عبداللہ بن الحارث ان نبی اللہ کان یزروھا کل جمعة و انھا قالت یا نبی اللہ، یوم بدر، آتاذن فاخرج معک امرض مرضاکم و اداوی جرحاکم لعل اللہ یھدی لی شھادة قال قری فان اللہ عزوجل یھدی لک شھادة و کانت اعتقت جاریة لھا و غلاما عن دبر منھا فطال علیھما فغمّاھا فی القطیفة حتی ماتت وھربا فاتی عمر فقیل لہ ان ام ورقة قتلھا غلامھا وجاریتھا وھربا فقام عمر فی الناس فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کان یزور ام ورقة یقول انطلقوا نزور الشهیدة و ان فلانة جاریتها و فلانا غلامها غماها ثم هربا فلا یؤویهما احد ومن وجدهما فلیات بهما فصلبا فکانا اول مصلوبین » (۲٦)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ انہوں نے بدر کے موقعہ پر عرض کی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں۔ آپ کے مریضوں کی تیمار داری کروں اور زخمیوں کی دوا کروں۔ شاید اللہ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ اس پر آپ نے فرمایا انتظار کریں اللہ آپ کو شہادت ہی نصیب فرمائے گا۔ انکی ایک باندی اور ایک غلام تھا انہوں نے دونوں کو اپنی موت کے بعد آزاد قرار دیدیا تھا۔ انہیں ان کی موت کا انتظار طویل معلوم ہوا اور دونوں نے انکو چادر میں لپیٹ کر گلا گھونٹ دیا اور وہ مر گئیں اور یہ دونوں فرار ہو گئے۔ اس موقعہ پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ سے ملنے جایا کرتے تھے ہم بھی ان شہیدہ کی زیارت کیلئے چلتے ہیں، انکی باندی اور غلام نے انہیں گلا گھونٹ کر مار دیا ہے اور فرار ہو گئے ہیں کوئی شخص ان دونوں کو پناہ نہ دے اور جس کو مل جائیں وہ پکڑ کر لے آئے۔ آپ نے ان دونوں کو پھانسی دی اور یہ اسلام میں پہلے افراد تھے جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔

حضرت عمر فاروق کے زمانے میں ایک عورت ایک انصاری نوجوان پر فریفتہ ہو گئی۔ لیکن وہ نوجوان اپنا دامن بچاتا رہا۔ جس پر اس عورت نے یہ فریب کیا کہ انڈے کی سفیدی اپنے کپڑوں اور جسم پر لگا لی اور چلاتی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

پہنچی اور کہا کہ اس شخص نے مجھے رسوا کر دیا اور میرے اوپر غالب آگیا ۔ جس کے اثرات میرے اوپر موجود ہیں ۔ اس پر حضرت عمــر نے عورتوں سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا کہ اس کے کپڑوں اور جسم پر مــنی کے نشانات ھــیں ۔ اس پر حضرت عمرؓ فاروق نے اس نوجوان پر سزا جاری کــرنے کا ارادہ کــیا ۔ تو وہ نوجوان گڑ گڑانے لگا ۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے معاملے میں تحقیق کر لیجئے ۔ میں نے کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا ہے ۔ پہلے اس عورت نے ہی مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں ہر حال میں پاکدامن رہا ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے رائے طلب کی ۔ حضرت علی نے تیز گــرم پانی منگوایا اور وہ کپڑوں پر لگی ہوئی سفیدی پر ڈالا اور اسے سونگھ کر دیکھا اور عورت کو بھی سرزنش کی تو اس نے بھی اپنے فریب کا اعتراف کر لیا ۔

مذکورہ بالا واقعہ جرم کے بارے مــیں پولیس تحقیق اور مــاھــر کی رائے اور کیمیاوی تجــزیــہ (Expert opinion and chemical examination) حاصل کرنے کے بارے میں بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے ۔ اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق نے جرم کے وقوع کی تحقیق اور کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات کے بارے میں حضرت علیؓ کی ماہرانہ رائے طلب کی ۔ حضرت عــلی نے تجرباتی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات منی کے نہ تھے ۔ کیونکہ انڈے کی سفیدی پر گرم پانی ڈالا جائے تو وہ ســکڑ جاتی ہے اور سوکھ جــاتی ہے جبکہ منی گرم پانی ڈالنے سے بہہ جاتی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اس عورت کو ڈرا دھمکا کــر اس سے اعتراف جرم بھی کروا لیا ۔ (۲۷)

حضرت عمرؓ ریاست کے تمام معاملات کی دیکھ بھال کرتے تھے ۔

لوگوں کی مصالح کی تکمیل کیلئے رات کو بیدار رہتے اور گشت کرتے تھے۔ آپ نے رات کے وقت اس امر کیلئے کہ کوئی جرم واقع نہ ہو اور کوئی ضرورت مند اپنی کسی احتیاج سے پریشان نہ ہو۔ باقاعدہ نظام عَسَس کی بنیاد قائم کر دی تھی۔

ایک دفعہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابو محجن ثقفی اور ان کے احباب مے نوشی میں مشغول ہیں تو حضرت عمرؓ ان کے گھر داخل ہو گئے بعد میں آپ کو علم ہوا کہ خبر درست نہیں تھی۔(۲۸)

ایک مرتبہ آپ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کو ساتھ لیکر رات کے گشت پر نکلے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف کے گھر پہنچے جو اس وقت شراب پی رہے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے جواب دیا کہ یہ ,,ولاتجسّسوا،، کے حکم میں آتا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ وہاں سے لوٹ آئے۔(۲۹)

حضرت عمرؓ نے شفا بنت عبداللہ کو بازار کا عامل (نگران) بھی مقرر کیا تھا۔(۳۰) اور اسی طرح ایک عمر رسیدہ صحابیہ تھیں جن کا نام سمراء بنت نہیک اسدیہ تھا وہ بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں کوڑا لے کر بازار میں گشت کرتی تھیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتیں اور اس پر لوگوں کو مارا کرتی تھیں۔(۳۱)

جیل خانہ کی ایجاد

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ،

اس صیغے میں حضرت عمرؓ کی ایجاد یہ ہے کہ جیل خانے بنوائے ورنہ ان سے پہلے عرب میں جیل خانے کا نام و نشان نہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ سزائیں سخت دی جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اول مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درھم میں خریدا اور اسکو جیل خانہ بنایا۔ پھر اور اضلاع میں بھی جیل خانے بنوائے۔

علامہ بلاذری کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفے کا جیل خانہ نرسل (بانس) سے بنا تھا ۔ اس وقت تک صرف مجرم قید خانے میں رکھے جاتے تھے اور جیل خانے میں بھجوائے جاتے تھے ۔

جیل خانہ تعمیر ہونے کے بعد بعض بعض سزاؤں میں تبدیلی ہوئی مثلاً ابو محجن ثقفی بار بار شراب پینے کے جرم میں ماخوذ تھے تو اخیر دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کو حد کی بجائے قید کی سزا دی ۔ (٣٢)

حضرت علیؓ کا دور

حضرت علیؓ کے زمانے میں الشرطہ نے زیادہ وسعت اختیار کر لی تھی ۔ قیس بن سعد بن عبادہ جو حضرت انس کے بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صاحب الشرطہ کے درجہ میں تھے ۔ انہیں حضرت علیؓ نے مصر میں اپنا عامل مقرر کیا تھا ۔ قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علیؓ کے عہد میں امیر لشکر بھی رہے ۔ انکے پاس الشرطہ کے نام سے بارہ ہزار نفری پر مشتمل ایک نیم عسکری دستہ تھا ۔ جو عسکری مہمات کے علاوہ پولیس کے فرائض بھی انجام دیتا تھا ۔ یہ دستہ ان کے پاس حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی باقی رہا ۔ (٣٣)

حضرت علیؓ کے زمانے میں ,,عامل شرطہ،، کی اصطلاح بھی وجود میں آگئی تھی ۔ اور انہوں نے عامل شرطہ کو بلا کر حکم دیا تھا کہ میں تمہیں وہ کام سپرد کر رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سپرد کیا تھا کہ میں بت اور مجسمے توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں ۔

,,عن حنش الکنانی عن علی انه بعث عامل شرطة فقال له أتدری علی ما أبعثُکَ علی ما بَعَثَنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان أنحتَ کل یعنی صورة و ان اسوی کل قبر ،، (٣٣)

(حنش الکنانی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت علیؓ نے اپنے عامل شرطہ کو روانہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں ایک ایسے فرض کی ادائیگی کیلئے بھیج رہا ہوں جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا کہ میں تمام مجسمے (اور بت) توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں ۔"

,,عن کعب بن علقمة حدثنی مولی لعقبة بن عامر قال قلت لعقبة بن عامر ان لنا جیرانا یشربون الخمر قال استر قال ما أستر علیهم ارید ان اذهب اجیئی بالشرط علیهم قال فقال له عقبة ویحک مهلا علیهم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من رای عورة فسترها کان کمن استحیا موؤدة من قبرها ،، (۳۵)

,,کعب بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عقبۃ بن عامر کے مولی نے بیان کیا کہ عقبۃ بن عامر کو بتایا کہ ہمارے پڑوسی شراب پی رہے ہیں انھوں نے کہا کہ ان کی پردہ پوشی کرو، مولی نے کہا میں پردہ پوشی نہیں کروں گا بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ شرطہ کو بلا کر لاؤں۔ عقبہ نے کہا برا ہو تیرا ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کا عیب دیکھا اور پھر اسکی پردہ پوشی کی وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ کسی نے زمین میں زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو اسکی قبر سے زندہ اٹھا دیا ۔

ایک نوجوان نے حضرت علیؓ کے پاس شکایت کی کہ فلاں فلاں لوگ میرے والد کو لیکر تجارتی سفر پر روانہ ہوئے تھے وہ خود تو واپس آگئے ہیں مگر میرا باپ واپس نہیں آیا ہے۔ میں نے ان سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ راستے میں مر گیا ۔ میں نے ان سے اس کے مال کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت علیؓ نے اسی وقت پولیس

کا دستہ منگوایا اور ان میں سے ہر ایک شخص کو دو پولیس والوں کے سپرد کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے اور نہ باتیں کرنے دیں۔ پھر اپنے کاتب کو بلوایا کہ وہ اس مقدمے کی کاروائی لکھتا جائے۔ پھر حضرت علیؓ ان میں سے ہر ایک کو بلوا کر تحقیق کرتے رہے کہ یہ شخص کس دن تمہارے ساتھ روانہ ہوا تھا ؟ کہاں کہاں تم ٹھہرے تھے ؟ کس بیماری میں مرا تھا ؟ کس نے غسل دیا تھا ؟ کس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی ؟ کس نے دفن کیا تھا ؟ اور اسکے مال و اسباب کا کیا ہوا ؟ ہر شخص سے فرداً فرداً اسی طرح تفتیش کی گئی۔ اور ساتھ ہی حضرت علیؓ اس سے کہتے کہ سچ بول کر ہی تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ اس ساری کاروائی کے بعد حضرت علیؓ نے انہیں قید میں بھیجنے کا حکم دیدیا۔ دوران کاروائی بلند آواز سے حضرت علیؓ اور موجود لوگ اللہ اکبر کہتے جس سے باقی سب لوگوں کو یہ تاثر ہوتا کہ ہمارے ساتھی نے اقرار کر لیا ہے۔ غرض اسی طرح حضرت علیؓ نے سب سے اقرار کرا لیا اور ان سب سے مقتول کی دیت بھی وصول کی اور اسکا مال بھی واپس لیا۔ (۳۶)

حضرت علیؓ کے زمانے میں پولیس کی موجودگی پر ایک اور واقعہ سے بھی نشاندھی ہوتی ہے۔ اس واقعہ میں پولیس کیلئے ,,عسس،، کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واقعہ کی نوعیت اسطرح ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص کو ایک غیر آباد مکان سے اس طرح گرفتار کیا گیا کہ اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی اور ایک مقتول کی لاش اس کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ جب اس سے قتل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ قتل میں نے کیا ہے۔ لوگ اسے قتل کرنے کیلئے لے جانے لگے تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے لوگو! جلدی نہ کرو۔ اسے حضرت علیؓ کے پاس لے

چلو۔ حضرت علیؓ کے پاس جا کر اس دوسرے شخص نے کہا کہ مقتول کو اس شخص نے قتل نہیں کیا بلکہ میں نے قتل کیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے پہلے شخص سے پوچھا کہ تم نے یہ کیسے کہا کہ تم نے قتل کیا اور تم نے اپنے آپ کو قاتل کیوں بتایا۔ اس نے کہا کہ دراصل میں قصاب ہوں۔ صبح سویرے میں نے گائے ذبح کی اور اسکی کھال اتارنے لگا۔ اسی دوران مجھے پیشاب کی شدت محسوس ہوئی تو میں اس ویرانے میں پیشاب کرنے چلا گیا۔ پیشاب کر کے دیکھا کہ لاش پڑی ہوئی ہے اور میرے ہاتھ میں اسی طرح خون آلود چھری تھی۔ میں پریشانی کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ پولیس (عسس) پہنچ گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ اب میری کوئی بات نہیں سنی جائے گی تو میں نے قتل کا اعتراف کر لیا۔ (۳۷)

عہد اموی میں شرطہ

مسلح لوگوں کا وہ دستہ جس سے خلیفہ یا ولی امن و امان قائم رکھنے، نظم و نسق بحال رکھنے اور جرائم پیشہ اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کو گرفتار کرنے کا کام دیتا ہو۔ اس کے علاوہ ان کے کچھ فرائض بھی تھے جن کا مقصود لوگوں کی حفاظت اور ان کے اطمینان کا حصول تھا۔ ان کو شرطہ اسلئے کہا گیا کہ ان کے لباس پر کچھ علامتیں لگی ہوئی ہوتی تھیں جن سے یہ پہچانے جاتے تھے۔

رات کے وقت شہریوں کی حفاظت اور ان کی چوکیداری کا نظام سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے قائم کیا۔ حضرت علیؓ کے زمانے میں شرطہ کی باقاعدہ تنظیم ہوئی اور اس کے سربراہ کا نام صاحب الشرطہ تجویز ہوا۔ شرطہ کا قائد اس وقت کسی ایسے آدمی کو مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں میں ممتاز صاحب خاندان اور قوت والا

ہو ۔ یہ امن و امان قائم رکھنے میں اس مسلح جماعت کے سربراہ کے فرائض انجام دیتا تھا جو امن و امان کے قائم رکھنے میں خلیفہ یا ولی کی امداد کرتا تھا ۔ اولاً شرطہ عدلیہ کے ماتحت تھا اور عدالتی فیصلوں کے نافذ کرنے اور حدود جاری کرنا اس کی ذمہ داری تھی ۔ لیکن بعد میں یہ محکمہ قضاۃ سے علیحدہ ہو گیا اور صاحب الشرطہ کا کام جرائم کی روک تھام قرار پایا ۔ دور عباسی اور اندلس کے اموی دور میں حدود کا اجراء بھی صاحب الشرطہ کی ذمہ داری تھی (۳۸) ۔

۲۰ ھ میں جب اهل عرب نے مصر فتح کر لیا تو اس وقت فسطاط شہر میں پولیس موجود تھی ۔ (۳۹)

هشام بن عبدالملک (۱۰۵ ۔ ۱۲۵ ھ) نے ایک محکمہ ,,نظام الاحداث ،، کے نام سے قائم کیا تھا ۔ اس محکمہ کا سربراہ ذمہ داریاں انجام دیتا تھا ۔ اور ایسے عسکری فرائض بجا لاتا تھا جو امیر لشکر اور شرطہ کے درمیان امور وسط متصور ہوتے تھے ۔

۱۳۲ ھ میں صالح بن علی نے ایک فوجی چھاؤنی قائم کی اور اس کے ساتھ ھی شاھی شرطہ کیلئے ایک علیحدہ مرکز قائم کیا اور اس کا نام دلرالشرطۃ العلیا رکھا ۔ اسی طرح اس نے الفسطاط میں پولیس مرکز قائم کیا جو دارالشرطۃ السفلی کہلایا ۔ غرض اس طرح اسکے دور میں شرطہ کی دو قسمیں ہو گئیں ۔

۱ ۔ الشرطۃ السفلی جس کا مرکز الفسطاط تھا

۲ ۔ الشرطۃ العلیا جس کا مرکز فوجی چھاؤنی تھا (۴۰)

بنی امیہ کے عہد ھی میں اندلس میں اس محکمہ کی عظمت بڑھ گئی تھی اور وھاں اس کے دو شعبہ بنا دیئے گئے تھے ۔

۱ ۔ الشرطۃ الکبری (بڑی پولیس)

۲ ۔ الشرطۃ الصغری (چھوٹی پولیس)

اس طرح پولیس کے دو محکمے وجود میں آگئے ۔ بڑا محکمہ اور چھوٹا محکمہ ۔ اور ان کی یہ تقسیم ان کے اختیارات کی تقسیم اور فرق کی بنا پر تھی ۔ چنانچہ الشرطة الکبریٰ کے اختیارات معززین شہر ، عوام اور ان تمام طبقوں پر محیط تھے ۔ یہ محکمہ افسران اور کارکنان حکومت کے اعمال پر بھی نظر رکھتا اور ان کی بدعنوانیوں کی روک تھام کرتا تھا ۔ اس محکمہ کے اعلیٰ افسر کی کرسی شاہی محل کے دروازے کے پاس رکھی جاتی تھی اور لوگ بنچوں پر اس کے سامنے بیٹھتے تھے اور اس کی اجازت ھی سے وھاں سے ھٹتے تھے ۔ یہ عہدہ حکومت کے بڑے بڑے لوگوں ھی کو ملتا تھا ۔ حتیٰ کہ یہ وزارت و حجابت کا پیش خیمہ یا نشانی ہوتا تھا ۔ (۴۱)

دور عباسی میں شرطہ (پولیس)

عباسی عہد میں نظام شرطہ زیادہ وسعت اختیار کر گیا اور عباسی عہد کے اھم اداروں میں متصور ہونے لگا ۔ (۴۲) ۔ پولیس افسر بعض معاملات میں فوج کے سربراہ کے ماتحت ہوتا ۔ اس کا فریضہ یہ تھا کہ شروع ھی سے جرائم کی تمام تفصیلات کی تحقیق کرے اور اس کے بعد سزائیں جاری کرے ۔ شریعت (قضا) میں الزامات پر غور اس لئے کیا جاتا ہے کہ مجرموں کو ثبوت جرم کے بعد سزائیں دی جاتیں اور سیاست (انتظامیہ) میں اس کا مقصود جرائم کی پوری تحقیق اور قرائن کی موجودگی میں مجرموں سے ڈرا دھمکا کر جرائم کا اقرار کرائے اور عام مصلحت پر عمل کیا جائے ۔ لہذا وہ حاکم جو تحقیقات کا ذمہ دار ہوتا اور اس کے بعد قرار واقعی سزائیں دیتا اور قاضی کے فیصلوں پر عمل کراتا ,,صاحب الشرطة،، کہلاتا تھا ۔ کبھی یہ صاحب الشرطة قصاص و تعزیرات کے معاملہ میں خود ھی ذمہ دار ہوتا اور قاضی کے ماتحت نہیں ہوتا تھا ۔ (۴۳)

افریقہ میں پولیس کے سربراہ کو ,,حاکم،، (MAGISTRATE) کہا

جاتا تھا جبکہ اسپین میں ,,صاحب المدنیة (TOWN CHIEF) نام تھا اور مصر میں ترکوں کی حکومت میں اسے ,,والی،، (GOVERNER) کہتے تھے ۔ (٣٤)

الماوردی نے پولیس کے فرائض الولایة علی حروب المصالح کے عنوان کے تحت بیان کئے ہیں ۔ (٣٥)

صاحب الشرطه کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا تھا جو قوم میں ممتاز حیثیت اور عصبیت اور قوت والا ہو ۔ بہرحال ,,صاحب الشرطة،، کا کام یہ تھا کہ وہ امن و امان قائم رکھتا اور قانون شکنی کرنے والوں اور بدنظمی پیدا کرنے والوں کو گرفتار کر لیتا تھا ۔ (٣٦)

شرطه کے دو محکمے

١٣٢ ھ میں مصر میں الشرطة کے دو محکمے وجود میں آگئے . . .

الف الشرطة السفلیٰ

ب الشرطة العلیا

جوہر صقلی نے مصر فتح کرنے کے بعد ,,الشرطة العلیا ،، کو فوجی چھاؤنی سے منتقل کر کے قاہرہ میں اس کا مرکز بنا دیا ۔ ابن دقاق نے بیان کیا ہے کہ جس روز جوہر مصر پہنچا اسی روز ,,صاحب الشرطه،، کا انتقال ہو گیا تو جوہر نے یہ فریضه جبر کے سپرد کیا ۔ البته ,,دارالشرطة السفلیٰ ،، اسی طرح فسطاط میں رہا اور یہ محکمه عروۃ بن ابراهیم اور شبل معرضی کے سپرد ہوا ۔

اندلس کا نظام شرطه

اندلس میں شرطه کا اداره پہلے ہی خاصی ترقی کر چکا تھا اور الشرطة الکبری اور الشرطة الصغری کے نام سے دو محکمے قائم ہو چکے تھے ۔ جب عبدالرحمن الناصر حکمران ہوا تو اس نے الشرطة الوسطیٰ کے نام سے ایک تیسرے محکمه کی داغ بیل ڈالی ۔ جس کا

فریضه یه مقرر هوا که وه متوسط طبقوں یعنی تاجروں اور کارخانے داروں اور قابل عزت پیشے والے اساتذه اور اطباء وغیره کے معاملات کی نگرانی کرے۔ اپنے عہد میں عبدالرحمن الناصر نے یه عہده سعید بن حدیر کے سپرد کیا تھا ۔

المقری کہتے ھیں که اندلس میں صاحب الشرطه کو ,,صاحب المدینه،، اور ,,صاحب اللیل،، بھی کہا جاتا تھا ۔ اور بعض ادوار میں اس کا مرتبه اس قدر بلند ہو گیا که وه بغیر بادشاه کی اجازت کے اس شخص کو قتل کروا سکتا تھا جس کا قتل لازم هو چکا هو ۔ وه زنا ، مے نوشی ، کی حدیں جاری کرتا اور بہت سے شرعی امور میں اسکی طرف رجوع کیا جاتا تھا ۔ صاحب الشرطة کے لئے ان اختیارات کا استعمال عادت بن چکا تھا اور انھیں قاضی (عدلیه) کی رضامندی بھی حاصل تھی لیکن بہرحال عدلیه کا مقام ان کی به نسبت زیاده بلند اور قابل احترام تھا ۔ (۳۷)

اندلس میں نظام عسس بھی موجود تھا جس کو داربین کہا جاتا تھا اندلس کے شہروں میں گلیاں ہوتی تھیں جن کے دونوں طرف دروازے ہوتے ۔ نماز عشاء کے وقت یه دروازے بند کر دیئے جاتے اور پولیس کا آدمی گلی کی حفاظت کرتا ۔ اسکے ساتھ هی هر دروازے پر چراغ بھی جلتا رهتا تھا ۔

شرطه پر مصارف

حکومت شرطه کے لوگوں پر بڑی فراخ دلی کے ساتھ رقوم صرف کرتی تھی ۔ انھیں بڑی بڑی تنخواهیں ملتی تھیں ۔ حتیٰ که بغداد کے صاحب الشرطة کی تنخواه وهاں کے والی کے برابر هوتی تھی ۔ اور مرکزی حکومت میں دارالسلطنت کے نظم و نسق کی حفاظت کی ذمه داری صاحب شرطه کی هوتی تھی ۔ اولاً شرطه قضاة کے تابع تھی اور اس وقت شرطه کا کام مجرموں کو گرفتار کر کے ان پر حدود جاری

کرنا اور قاضی کے فیصلوں کو نافذ کرنا ھوتا تھا ـ لیکن بعد میں شرطه کے اداره کو قضا سے علیحده کر کے والی کے ماتحت کر دیا گیا اور هر طرح کے جرائم کی دیکھ بھال اس کی ذمه داری قرار دی گئی(۴۸) ـ

جو شهر اپنی اهمیت کے لحاظ سے کسی عامل یا خلیفه کے نمائنده کا مرکز قرار پاتا وهاں شرطه کا بھی ایک دسته مقرر کیا جاتا تھا ـ اور ان کے علاوه چھوٹے شهروں میں پولیس کی ایک جماعت هوتی جس کا نام معونة هوتا اس کے افراد بھی وهی فرائض انجام دیتے جو شرطه انجام دیتا تھا ـ اسکے سربراه کو عام طور پر صاحب المعونة اور مصر میں والی الاحداث والمعاون کهتے تھے ـ اپنے ماتحت علاقے کی نگرانی و انتظام اور جرائم کی روک تھام کیلئے راتوں کو گشت لگاتے تھے ـ (۴۹) ـ جس شهر میں والی یا امیر کا قیام هوتا وهاں قیام امن کی ذمه داری صاحب الشرطه کی هوتی جبکه دوسرے شهروں میں یه فریضه صاحب المعونة انجام دیتا تھا ـ (۵۰)

بهرحال جرائم کی تحقیقات کرنا الشرطة کا اهم فریضه تھا ـ اور عموماً مجرم کو سزا دینا بھی ان کے فرائض میں داخل هوتا تھا ـ اس کا فیصله عادة جاریه (عرف) کے مطابق هوتا تھا ـ اس کے مقابلے میں قاضی اور محتسب اپنے فیصلے شَرَع کے مطابق کرتے تھے ـ صاحب الشرطه کا حلقه اقتدار قاضی کے حلقه اقتدار سے وسیع تر هوتا تھا ـ اور ماتحت افسروں کی دی هوئی اطلاع پر مظلوم کی فریاد کا انتظار کیے بغیر از خود تحقیقاتی کارروائی شروع کر سکتا تھا لیکن قاضی کو یه اختیار نه تھا ـ اسے مشتبه اشخاص کو قید کرنے اور ان سے اعتراف جرم کرنے کیلئے ان پر سختی کرنے کا بھی اختیار تھا (اس کے باوجود که جبری اقبال و اقرار شرعاً ناجائز ہے ـ) (۵۱) ـ اس کے علاوه وه ذمی کی اور دیگر ایسے لوگوں کی شهادت بھی لے سکتا تھا جن کی شهادت محکمه قضاة میں قابل سماعت نهیں ہے ـ اسی

طرح وہ ایسے مظالم کے خلاف بھی شکایتیں سن سکتا تھا جن کیلئے حدود موجود ھیں یا خاص سزا مقرر ہے جو لوگ صاحب الشرطہ کے عہدے پر مامور ہوتے تھے وہ اکثر اپنے ظلم اور بددیانتی کیلئے بدنام ہوتے تھے ۔ (۵۲)

چوتھی صدی ھجری میں شرطہ

چوتھی صدی ھجری میں علمائے شریعت شرطہ کے اعمال پر اثر انداز ہوئے اور انھوں نے شریعت کی روشنی میں ,,شرطہ،، کے کردار کو منضبط کرنا چاھا ۔ ان مساعی کے نتیجہ میں خلیفہ مقتدر نے یمن طولونی کو جو بغداد کا صاحب الشرطہ تھا ، حکم دیا کہ فقہاء کی مجالس میں لوگوں کی داد رسی کی جائے اور وہ ہر معاملہ اور ظلم و ستم کی دیکھ بھال کریں اور اس کے بارے میں فتویٰ دیں ۔ چنانچہ اس کام کیلئے فقہاء مقرر ہوئے جو اصحاب الشرطہ کی کارکردگی کی نگرانی کرتے تھے تاکہ ان کا طرز عمل شریعت کے مطابق رہے۔

اسی طرح خلیفہ ، حاکم نے پولیس (شرطہ) کے نظام میں یہ اصلاح کی کہ ہر پولیس اسٹیشن پر دو عادل گواہ موجود رھیں اور جس مجرم کو کوئی سزا دی جائے وہ ان کی توثیق کے بعد دی جائے ۔ بہرحال مذکورہ بالا دونوں اصلاحات زیادہ کامیاب نہیں ہوئیں ۔ (۵۳)

۳۶۹ ھ میں صاحب الشرطہ اور قاضی میں اختصاص (JURISDICTION) کا اختلاف پیدا ھوا ۔ کیونکہ صاحب الشرطہ نے کوئی ایسا حکم دیا تھا جو اس کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا ۔ قاضی نے اس کے حکم پر اعتراض کیا ۔ لیکن وزیر نے مداخلت کرتے ہوئے یہ کہا کہ دونوں محکموں کو ایک دوسرے پر اعتراض کا اختیار نہیں ہے۔

بہرحال چوتھی صدی ھجری کے اختتام تک قاضی نے اصحاب الشرطہ کو شریعت کے معاملات میں بولنے سے منع کر دیا اور خلیفہ کی

طرف سے حکم جاری ہوا کہ آئندہ مظالم کے مقدمات کی سماعت بھی قاضی کے دائرہ اختیار میں ہو گی ۔ (۵۴)

مکتفی باللہ کے زمانے کا ایک واقعہ

مکتفی باللہ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ چوروں نے بہت بڑی مالیت کا سامان چرایا جسکی رپورٹ خلیفہ کو بھی دی گئی ۔ خلیفہ نے صاحب الشرطہ کو حکم دیا کہ کسی طرح چوروں کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ اس نے شب و روز اس واقعہ کی تحقیق کیلئے گشت شروع کی گشت کے دوران اس کا ایک گلی سے گزر ہوا جو آگے سے بند تھی اور جس کے مقیم کچھ زیادہ خوشحال نہ تھے اور اس گلی میں مچھلیوں کے چھلکے اس قدر کثیر تعداد میں پڑے ہوئے تھے کہ اس نے اندازہ لگایا اور پتہ کیا کہ یہ تقریباً ایک دینار مچھلیوں کے چھلکے ہو سکتے ہیں ۔ اس پر اس کو شبہ ہوا اور اس نے اپنی پولیس کے دستہ میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ جاکر اس گلی کے حالات کی تحقیق کرے ۔ اس نے جاکر ایک دروازہ کھٹکھٹایا جس میں سے ایک عورت باہر آئی ۔ پولیس کے آدمی نے اس سے کہا کہ میں بہت پیاسا ہوں ۔ مجھے پانی پلائیں ، وہ پانی پیتا جاتا تھا اور اس عورت سے ایسے سوالات کرتا جاتا جس سے اس چوری کے واقعہ پر روشنی پڑے ۔ اس عورت نے بیان کیا کہ سامنے کے گھر میں پانچ نوجوان تاجر آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں جو سارا دن گھر میں رہتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور شطرنج کھیلتے ہیں اور رات کو کرکھ میں موجود اپنے مکان میں چلے جاتے ہیں ۔ اس پر صاحب الشرطہ کو یقین ہو گیا کہ وہی چور ہیں، چنانچہ اس نے پولیس کا دستہ مکان کے گرد و پیش میں چھپا دیا اور جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو اچانک ان کو گرفتار کر لیا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ وہی چور تھے جنھوں نے بہت سارا مال چرایا تھا ۔ (۵۵)

حوالہ جات

۱ ۔ لسان العرب ، ۹/ ۳۰۲
۲ ۔ الفائق فی غریب الحدیث ، ۲/ ۲۳۸
۳ ۔ فتح الباری ، ۱۳/ ۱۳۵
ارشاد الساری ، ۱۰/ ۲۲۶
۴ ۔ صحیح مسلم بشرح النوری ، ۱۸/ ۲۳ ۔ تاج العروس ۵ ۱۷
مسند احمد بن حنبل ، ۸/۳۳۵
۵- Lane: Arabic Eng. Lexicon.
۶ ۔ الفتح الربانی ، ۵/ ۵۹
۷ ۔ الفتح الربانی ، ۱۶/۳۳ ، صحیح البخاری (الطلاق ،الاشارۃ فی الامور ۳/ ۲۷۷ ۔ مسند احمد بن حنبل/۳ ۱۶۳
۸ ۔ صحیح البخاری (الطلاق، الاشارۃ ، فی الطلاق والامور) ، ۳/۲۷۷ ، مسند احمد بن حنبل ۱۶۳/۳ ۔ الفتح الربانی ۱۶ ۳۳
۹ ۔ سنن ابی داؤد (اردو) ۱۱۰/۳
۱۰ ۔ سنن ابی داؤد (القضا) ۱۱۰/۳ ۔ جامع الترمذی (الحبس فی التہمۃ) ۶۳۰/۱ ۔ سنن النسائی (امتحان السارق) ۶۷/۸ ۔
۱۱ ۔ سنن النسائی بشرح السیوطی (امتحان السارق بلاضرب والحبس) ۶۶/۸ سنن ابی داؤد (فی الامتحان بالضرب) ۳۶۳/۳
۱۲ ۔ صحیح بخاری ، بحاشیہ السندی (صلاۃ) ۹۲/۱ ۔
۱۳ ۔ صحیح البخاری (بحاشیہ السندی ، البیوع) ۱۶/۲
۱۴ ۔ سنن ابو داؤد ، (الحدود) ۵۸۵/۳ (اردو)
۱۵ ۔ سنن الدارمی (الاعتراف بالزنا) ۲/ ۹۸
۱۶ ۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۹/ ۱۷۰ ، (بحاشیہ الاصابہ)
۱۷ ۔ تحفۃ الاحوذی ۱۰/ ۳۳۹
۱۸ ۔ صحیح البخاری بحاشیہ السندی ۳/ ۲۳۶ ۔ تحفۃ الاحوذی ۱۰/۳۵۰ (المناقب) کتاب الاحکام)
۱۹ ۔ فتح الباری ۱۷۷/۱۳ ۔ عمدۃ القاری ۲۳۳/۲۳ ، غالباً مراد یہ ہے کہ ,,صاحب الشرطہ،، کا باقاعدہ منصب اور عہدہ اموری دور میں وجود میں آیا ۔
۲۰ ۔ سیرۃ النبی ، ۸/۲۲۷
۲۱ ۔ زادالمعاد ۳۲/۱ ۔ گوہر رحمان ، اسلامی ریاست ۳۰۶
۲۲ ۔ تہذیب التہذیب ۲۷/۶ ، البدایۃ والنہایۃ ۱۶۲/۷
۲۳ ۔ مسند احمد بن حنبل ۳۰۳/۱ ، سنن دارمی ۲/۱۵۳ ، السیر .
۲۴ ۔ الماوردی ، الاحکام السلطانیۃ ، ص ۵۷
۲۵ ۔ الفاروق ، ۳۳۶
۲۶ ۔ الفتح الربانی ۱۶/۳۶
۲۷ ۔ الطرق الحکمیہ ، ص ۳۸

٢٨ ـ مصنف عبدالرزاق ٢٣٢/١٠ ، تفسير القرطبى ٣٣٣/١٦

٢٩ ـ مصنف عبدالرزاق ٢٣١/١٠ ، تفسير القرطبى ٣٣٣/١٦

٣٠ ـ الاستيعاب (على هامش الاصابه) ٥٦/١٣ ، موسوعه فقه عمر (در لفظ اماره) موسوعة امارة

٣١ ـ الاستيعاب ، ٣٥/١٣ ـ موسوعه فقه عمر (در لفظ اماره)

٣٢ ـ الفاروق ، ٣٣٦ ، ٣٣۷

٣٣ ـ Wellhausen: The Arab Kingdom and its fall P. 105.

٣۴ ـ مسند احمد بن حنبل : ١٥٠/١ ـ

٣٥ ـ سنن ابى داؤد (الستر على المسلم) ١٣٦/٣ ، ٢٥٣/٣ ـ مسند احمد بن حنبل : ١٥٨/٣

٣٦ ـ الطرق الحكميه ، ص ٣٩ ، ٣٨

٣۷ ـ الطرق الحكمية ، ص ٥٥

٣٨ ـ جرجى زيدان ، تاريخ التمدن الاسلامى ، ٢٣٣/١

٣٩ ـ تاريخ الاسلام ، ٣٦٠/١

۴٠ ـ تاريخ الاسلام ٣٦٠/١

۴١ ـ مقدمه ابن خلدون ، ٢۷٣/٢ (اردو) انگريزى ترجمه ٣۷/٢ ـ ٣٨

۴٢ ـ تاريخ الاسلام ٢۷١/٢ ٠

۴٣ ـ مقدمه ابن خلدون ، ٢۷/٢

۴۴ ـ مقدمه ابن خلدون (انگريزى ترجمه) : ٣٥ ـ

۴٥ ـ الماوردى ، الاحكام السلطانيه ، ص ٥٥

۴٦ ـ تاريخ الاسلام ٢۷٢/٢ ، تاريخ التمدن الاسلامى ٢٣٣/١

۴۷ ـ تاريخ الاسلام ، ٢٦٣/٢ ـ ٢۷١

۴٨ ـ تاريخ الاسلام ٢۷٨/٣

۴٩ ـ الخطط المقريزيه ، ٢

٥٠ ـ الحضارة الاسلامية ، ٢۷٩/٢

٥١ ـ ابو يوسف ، (كتاب الخراج) ص ١٠۷

٥٢ ـ اردو دائره معارف الاسلاميه (زير ماده شرطه)

٥٣ ـ الحضارة الاسلاميه (عربى ترجمه) ٢٢٨/١

٥۴ ـ حواله مذكوره ، ٣٣٩/١ ـ ٣۴٠

٥٥ ـ الطرق الحكميه ، ص ٣۴ ـ ٣٥ ـ